اہلِ تشیع کے عقائد و اعمال کے رد و اصلاح
میں تین علمی و تحقیقی رسائل

امام احمد رضا
اور
شیعہ مذہب

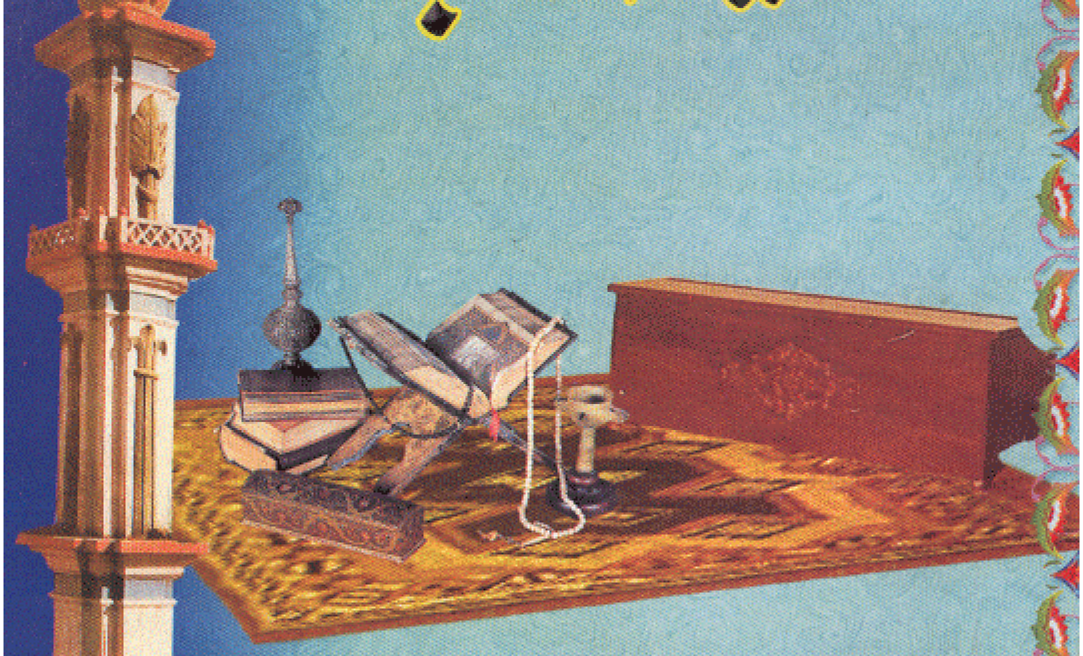

احمد رضا پبلشرز لاہور

قال المرغيناني بجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن حاصله ان كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز مع الكراهة والا فلا۔

امام مرغینانی نے فرمایا بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی اور رافضی وغیرہ کے پیچھے ہو گی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اُس بدمذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

فتاوٰی عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اوّل صفحہ ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے: هكذا في التبيين والخلاصة وهو الصحيح هكذا في البدائع، ایسا ہی تبیین الحقائق و خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے بدائع میں ہے: اُسی کی جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ اور بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔

خلافتِ صدیقِ اکبر اور اجماعِ اُمّت

اور اشباہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور اتحاف الابصار والبصائر مطبع مصر صفحہ ۱۸۷ اور فتاوٰی انقرویہ مطبع مصر جلد اوّل صفحہ ۲۵ اور واقعات المفتین مطبع مصر صفحہ ۱۳ سب میں فتاوٰی خلاصہ سے ہے:

الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله تعالى فهو كافر وان كان يفضل عليا كرم الله تعالى وجهه على ابي بكر رضي الله تعالى عنه لا يكون كافرا الا انه مُبتَدِع، رافضی تبرّائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو

معاذ اللہ بُرا کہے کافر ہے۔ اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا۔ مگر گمراہ ہے۔

اسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ ص ۲۱ میں فتاوٰی ظہیریہ سے ہے:

من انكر امامة ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه فهو كافر وعلى قول بعضهم هو مبتدع وليس بكافر والصحيح انه كافر وكذلك من انكر خلافة عمر رضي الله تعالى عنه في اصح الاقوال۔

امامتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اسی طرح خلافتِ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح قول میں کافر ہے۔

وہیں فتاوٰی بزازیہ سے ہے: ويجب اكفارهم وكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة رضي الله تعالى عنهم۔ رافضیوں اور ناصبوں اور خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان و مولیٰ علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۳۱ میں ہے: يكفر بانكاره امامة ابي بكر رضي الله تعالى عنه على الاصح، اصح یہ ہے کہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اوّل ص ۱۰۵ میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر۔ رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بدمذہب ہے اور اگر خلافتِ صدیق کا منکر ہو تو کافر ہے۔

اسی کے صفحہ ۶۳۱ میں ہے: یکفر بانکاره صحبة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه وبانکاره امامة علی الاصح وبانکاره صحبة عمر رضی الله تعالیٰ عنه علی الاصح جو شخص ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔ یونہیں جو اُن کے امام برحق ہونے کا انکار کرے مذہبِ اَصَحّ میں کافر ہے یونہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قولِ اَصَحّ پر کفر ہے۔

غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ صہ ۵۱۴ میں ہے:

المراد بالمبتدع من یعتقد شیئًا علی خلاف ما یعتقده اهل السنّه والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذا لم یکن ما یعتقده یؤدی الی الکفر عند اهل السنة اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاة من روافض الذین یدعون الالوهیة

بدمذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات میں اہل سنّت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اور اس کی اقتداء کراہت کیساتھ اُس حال میں جائز ہے جب اُس کا عقیدہ اہلسنّت کے نزدیک کفر تک نہ پہنچاتا ہو اگر کفر تک پہنچائے تو اصلاً جائز نہیں جیسے غالی رافضی کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے ہیں یا یہ کہ نبوّت ان کے لیے تھی

لعلی رضی الله تعالیٰ عنه او ان النبوة کانت له فغلط جبریل ونحو ذٰلك مما هو کفر وکذا من یقذف الصدیقة او ینکر صحبة الصدیق او خلافته او یسب الشیخین۔

جبرئیل نے غلطی کی اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں اور یوں ہی جو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ اُس تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے۔

کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اوّل اور مستخلص الحقایق شرح کنز الدقایق مطبع احمدی صہ ۳۲ میں ہے:

ان کان هواه یکفر اهله کالجهمی والقدری الذی قال بخلق القران فالرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه لا تجوز الصلاة خلفه۔

بدمذہبی اگر کافر کردے جیسے جُہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے اور رافضی غالی کہ خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

شرح کنز للملا مسکین مطبع مصر جلد اوّل صہ ۲۰۸ ہامش فتح المعین میں ہے:

فی الخلاصة یصح الاقتداء باهل الاهواء الا الجهمیة والجبریة والمقدریة والرافضی الغالی ومن یقول بخلق القراٰن والمشبهة

خلاصہ میں ہے بدمذہبوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر جہمیہ وجبریہ وقدریہ ورافضی غالی وقائل خلق قرآن و مُشبّہہ اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے

وجملته ان کان من اهل قبلتنا ولم یغل فی هواه حتی لم یحکم بکونه کافرا تجوز الصلاۃ خلفه وتکرہ واراد بالرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه

جو اپنی بد مذہبی میں غالی نہ ہو یہاں تک کہ اسے کافر کہا نہ جائے اُس کے پیچھے نماز بکراہت جائز ہے اور رافضی غالی سے وہ مراد ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر ہو۔

خلافتِ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اور اجماعِ اُمت

طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبع مصر ص۱۹۸ میں ہے ان انکر خلافة الصدیق کفر والحق فی الفتح عمر بالصدیق فی هذا الحکم والحق فی البرهان عثمان بهما ایضا ولا تجوز الصلاۃ خلف منکر المسح علی الخفین او صحبة الصدیق ومن یسب الشیخین او یقذف الصدیقة ولا خلف من انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ فکفرۃ ولا تلتفت الی تاویله واجتهاده۔ یعنی خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافتِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔

اور بُرہان شرح مواہب الرحمٰن میں فرمایا خلافتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں جو مسح موزہ یا صحابیتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کو بُرا کہے یا صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریاتِ دین سے کسی شے کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کیطرف اِلتفات نہ ہوگا۔ نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفرائد منظومۂ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر ہامش مجلیبہ ص۳۰ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل من کتاب السیر میں ہے ؎

ومن لعن الشیخین او سب کافر
ومن قال فی الایدی الجوارح اکفر
وصحح تکفیرٌ منکر خلافة ال
عتیق وفی الفاروق ذلك الاظهر

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرّا بکے یا بُرا کہے کافر ہے اور جو کہے یدُاللہ سے ہاتھ مراد ہے وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار میں قول مُصَحّح تکفیر ہے اور یہی دربارۂ انکار خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للعلامہ الشرنبلانی قلمی کتاب السیر میں ہے:
الرافضی اذا سب ابابکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما یکون کافرا وان فضل علیهما علیا لا یکفر وهو متبدع رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر تبرّا بکے کافر ہو جائے اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو اُن سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بد مذہب ہے اسی میں وہیں ہے۔ من انکر خلافة ابی بکر الصدیق فهو کافر فی الصحیح وکذا منکر خلافة ابی حفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه فی الاظهر خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے اور ایسا ہی قول

انُھ میں خلافتِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی۔

فتویٰ علامہ نوح آفندی پھر مجموعہ شیخ الاسلام عبید اللہ آفندی پھر مغنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدریہ مطبع مصر جلد اول صہ ۹۲-۹۳ میں ہے: الروافض کفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر منھا انھم ینکرون خلافۃ الشیخین ومنھا انھم یسبون الشیخین سود اللہ وجوھھم فی الدارین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر ملتقطا۔ رافضی کافر ہیں طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں از انجملہ خلافتِ شیخین کا انکار کرتے ہیں از انجملہ شیخین کو بُرا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں رافضیوں کا مُنہ کالا کرے۔ جو ان میں کسی بات سے متصف ہو کافر ہے۔

اُنہیں میں ہے: اما سب الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنھما فانہ کسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال الصدر الشھید من سب الشیخین او لعنھما یکفر۔ شیخین رضی اللہ عنہما کو بُرا کہنا ایسا ہے جیسا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر شہید نے فرمایا جو شیخین کو بُرا کہے یا تبرا کہے کافر ہے۔

عقود الدریہ میں بعد نقل فتویٰ مذکور ہے:

وقد اکثر مشائخ الاسلام من علماء الدولۃ العثمانیہ لازالت مؤیدۃ بالنصرۃ العلیۃ فی الافتاء فی شان الشیعۃ المذکورین وقد اشبع الکلام فی ذلک کثیر منھم والفوافیہ الرسائل وممن افتی بنحو ذلک فیھم المحقق المفسر ابو مسعود افندی لعمادی ونقل عبارتہ العلامۃ الکواکبی الحلبی فی شراحہ علی المنظومتہ الفقھیہ المسماۃ بالفوائد السنیہ۔

علماءِ دولتِ عثمانیہ اور ردِّ روافض

علمائے دولتِ عثمانیہ کہ ہمیشہ نصرتِ الٰہی سے موئد رہے اُن سے جو اکابر شیخ الاسلام ہوئے انہوں نے شیعہ کے باب میں کثرت سے فتوے دیئے۔ بہت نے طویل بیان لکھے اور اس بارے میں رسالے تصنیف کیے۔ اور انہیں میں سے جنہوں نے روافض کے کفر وارتداد کا فتویٰ دیا محقق مفسر ابو السعود آفندی عمادی (سردار مفتیان دولت علیہ عثمانیہ) ہیں اور اُن کی عبارت علامہ کواکبی حلبی نے اپنے منظومۂ فقیہہ مسمی بہ فرائد سینہ کی شرح میں نقل کی۔ الاشباہ قلمی فن ثانی باب الرواۃ اور اتحاف صہ ۱۸۷ اور انقروی جلد اول صہ ۲۵ اور واقعات المفتین صہ ۱۳ سب میں مناقب کرری سے ہے:

یکفر اذا انکر خلافتھما او یبغضھما لمحبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لھما، جو خلافتِ شیخین کا انکار کرے یا اُن سے بغض رکھے کافر ہے کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں بلکہ بہت اکابر نے تصریح فرمائی کہ رافضی تبرائی ایسے کافر ہیں جن کی توبہ بھی قبول نہیں۔

تنویر الابصار متن درمختار مطبع ہاشمی صہ ۳۱۹ میں ہے: کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر لسب النبی او الشیخین او احدھما ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ جو کسی نبی یا حضرات شیخین یا اُن میں ایک کی شان میں گُستاخی سے کافر ہوا۔

الاشباہ والنظائر قلمی فن ثانی کتاب السیر اور فتاویٰ خیریہ مطبوعہ مصر جلد اوّل صہ ۹۴، ۹۵ اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر صہ ۱۸۶ میں ہے:

کافرتاب فتوبته مقبولة فی الدنیا والاخرة الاجماعة الکافر بسب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وسائر الانبیاء ولبسب الشیخین اواحدهما جوکافر توبہ کرے اس کی توبہ دُنیا و آخرت میں قبول ہے مگر کچھ کافر ایسے ہیں جن کی توبہ مقبول نہیں ایک وہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا دوسرا وہ کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں یا ایک کو بُرا کہنے کے باعث کافر ہوا۔

درمختار میں ہے:

فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخین او طعن فیهما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وهو المختار للفتویٰ انتهی وجزم به الاشباه واقره المصنف یعنی بحرالرائق میں بحوالہ جوہرہ نیرہ مختصر قدوری امام صدر شہید سے منقول ہے جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر طعن کرے وہ کافر ہے اُس کی توبہ قبول نہیں اور اسی پر امام دبوسی وامام فقیہ ابواللیث سمرقندی نے فتویٰ دیا۔ اور یہی قول فتویٰ کے لیے مختار ہے۔ اسی پر اشباہ میں جزم کیا۔ اور علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ غزی تمرتاشی نے اُسے برقرار رکھا۔ اور بر ظاہر کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترکہ نہیں پاسکتا۔

درمختار ص۲۸۳ میں۔ موانعه الرق والقتل واختلاف الملتین اسلاما وکفوالهٗ ملتقطا یعنی میراث کے مانع ہیں غلام ہونا اور مورث کو قتل کرنا۔ اور مورث ووارث میں اسلام وکفر کا اختلاف۔

تبیین الحقائق جلد۶ ص۲۴۰ اور عالمگیری جلد۶ ص۴۵۴ میں ہے:۔

اختلاف الدین ایضا یمنع الارث والمراد به الاختلاف بین الاسلام

والکفر مورث ووارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے اور اس سے مراد اسلام وکفر کا اختلاف ہے، بلکہ رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدہ کفر رکھے وہ تو بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے

ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر ص۵۶۳ اور دُرِ مُختار ص۶۶۸ اور عالمگیری جلد۶ ص۱۴۲ میں ہے صاحب الهویٰ ان کان یکفر فهو بمنزلة المرتد بدمذہب اگر عقیدہ کفر یہ رکھتا ہو تو مُرتد کی جگہ ہے۔

غرر شرح درر مطبع مصر جلد۲ ص۳۴۶ میں ہے۔ ذ وهوی ان اکفر فکالمرتد بدمذہب اگر تکفیر کیا جائے تو مثل مُرتد کے ہے۔

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر جلد۲ ص۶۸۹ میں ہے ان حکم بکفره بما ارتکبه من الهوی فکالمرتد اگر اُسی بدمذہبی کے سبب اس کے کُفر کا حکم دیا جائے تو وہ مرتد کی مثل ہے۔

نیز فتاویٰ ہندیہ جلد۲ ص۱۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول ص۲۰۷، ۲۰۸ اور برجندی شرح نقایہ جلد۴ ص۲۰ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا (الی قوله) وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین کذا فی الظهیر یعنی رافضیوں کو اُن کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے یہ لوگ دینِ اسلام سے خارج ہیں اُن کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے۔ اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں۔ مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتیٰ کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد۶ ص۴۵۵ میں ہے المرتد

لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط۔

جو روافض زمانہ کو کافر نہ جانے خود کافر ہے

خزانۃ المفتین میں ہے المرتد لا یرث من احد لا من المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثلہ یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔ والاحوط فیہ قول المتکلمین انہم ضلال من کلاب النار لا کفار و بہ تاخذ اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں اُن کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفرِ اوّل	قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں	کوئی کہتا ہے اُسمیں سے کچھ سُورتیں

امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے اللہ عزوجل سورہ حجر میں فرماتا ہے، انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ؕ بے شک ہم نے

اتارا یہ قرآن اور بیشک بالیقین ہم خود اُس کے نگہبان ہیں۔

بیضاوی شریف مطبع لکھنو ص۴۲۸ میں ہے لحفظون ای من التحریف والزیادۃ والنقص۔

جلالین شریف میں ہے لحفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس سے کہ کوئی اُسے بدل دے یا اُلٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ گھٹا دے۔

جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیہا التحریف والتبدیل بخلاف القرآن فانہ محفوظ عن ذلک لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ۔ یعنی بخلاف اور کتب آسمانی کے کہ اُن میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا اور قرآن اس سے محفوظ ہے تمام مخلوق جنّ و انس کسی کی جان نہیں کہ اُس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ حٰم السجدۃ میں فرماتا ہے۔ وانہ لکتب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ؕ بیشک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلا راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔ یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کا۔

تفسیر معالم التنزیل شریف طبع بمبئی جلد ۴ ص ۳۵ میں ہے؛ قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیر او یزید فیہ او ینقص منہ قال الزجاج معناہ انہ محفوظ من ان ینقص منہ فیاتیہ الباطل من بین یدیہ او یزاد فیہ فیأتیہ

الباطل من خلفه وعلى هذا المعنى الباطل الزيادة والنقصان ط یعنی قتادہ سُدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے قرآن میں کچھ گھٹا بڑھا بدل نہیں سکتا۔ زجاج نے کہا باطل کہ زیادت ونقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے۔ کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ صفحہ ۸۸-۸۹ میں ہے:

کان نسخ التلاوة والحکم جمیعاً جائزا فی حیاة النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فاما بعد فاوتہ فلا یجوز قال بعض الرافضة والملحدة ممن تیستر باظهار الاسلام وھو قاصد الی افسادہ ھذا جائز بعد فاوتہ ایضا وزعموا ان فی القرآن کانت آیات فی امامة علی وفی فضائل اهل البیت فکتمها الصحابة فلم یتق باند راس زمانهم والدلیل علی بطلان هذا القول قولہٗ

قرآن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت وحکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانۂ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جائز تھا بعد وفاتِ اقدس ممکن نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق ہیں بظاہر مسلمانی کا نام لے کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقۃً انہیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتی ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامتِ مولیٰ علی اور فضائل اہلِ بیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ

تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کذا فی اصول الفقه لشمس الائمة ملتقطا۔

گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ بیشک ہم نے اُتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی صفحہ ۳۶۴ میں بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کر کے فرماتے ہیں: وکذلک من انکر القرآن او حرفا منه او غیر شیئا منه او زاد فیه یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اُس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ صفحہ ٦١٧ میں ہے: اعلم انی رایت فی مجمع البیان تفسیر الشیعة انه ذهب بعض اصحابهم الی ان القرآن العیاذ باللہ کان زائدا علی هذا المکتوب قد ذهب بتقصیر من الصحابة الجامعین العیاذ باللہ لم یختر صاحب ذلک والتفسیر هذا القول فمن قال بهذا القول فهو کافر لانکارہ الضروری یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ اُن کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا۔ جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

کفر دوم | غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا

ان کا ہر تنفس سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰت والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی ایسے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

شفاء شریف صہ ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے وکذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة فی قولهم ان الائمة افضل من الانبیاء اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں اُن غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔

امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر صہ ۴۴ میں کلام شفاء نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں مولانا علی قاری شرح شفا مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ صہ ۵۲۶ میں فرماتے ہیں ھذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے۔

منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی صہ ۱۴۶ میں ہے ما نقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلالة والحاد وجهالة وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت و بے دینی و جہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ صہ ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے:

واللفظ لها ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء بیشک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام

علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر جلد اول صہ ۲۱۵ میں ہے:

التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی. کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے۔

شرح عقائد نسفی مطبع قدیم صہ ۱۱۵ پھر طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ صہ ۲۱۵ میں ہے: واللفظ لهما (تفضيل الولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر وضلال کیف وهو تحقیر للنبی) بالنسبة الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجماع المسلمون علی فضیلة النبی علی المولی الخ باختصاره۔ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اسمیں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی کو نبی سے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے ارشاد الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صہ ۱۷۵ میں ہے:

النبی افضل من الولی وهو امر مقطوع به والقائل بخلافه کافر لانه معلوم من الشرع بالضرورة. نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

فتوٰی ہائے مجتہدانِ روافض

روافض کے مجتہدانِ حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے۔ یہ فتوٰی رسالہ تکملہ ردِ روافض و رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبحِ صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے

متعلق یہ الفاظ ہیں۔

فتوٰی (۱) چہ میفرمانید مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفےٰ علی مرتضےٰ علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ست یا نہ بینوا و توجروا الجواب افضل ست واللہ یعلم

هو العالم ۱۲۸۳ — الراقم میر آغا عفی عنہ

فتوٰی (۲) چہ میفرمایند دریں مسئلہ کہ درکلام مجید جمع کردۂ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ السلام وغیرہ واقع شدہ یا نہ۔

جواب: ایں امر بر سبیل جزم و قطع ثابت نیست لیکن متحمل ست واللہ یعلم۔

هو العالم ۱۲۸۳ — الراقم میر آغا عفی عنہ

فتوٰی (۳) مسئلہ دوم۔ مرتبۂ اہلبیت نبوی صلوٰت اللہ علیہم اجمعین سیما حضرت علی مرتضیٰ از سائر انبیاء افضل ست یا نہ۔

جواب: البتہ مراتب ائمہ ہدیٰ از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولوالعزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ زیادہ بود و رتبۂ جناب امیر نیز۔

سید علی محمد ۱۲۶۳

فتوٰی (۴) مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردۂ عثمان تحریف و نقصان واقع شدہ یا نہ۔

جواب: تحریف جامع القرآن بلکہ محرق و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہمچنیں نقصان بعضی آیات واردہ در فضیلت اہلبیت علیہم السلام مدلول قراین بسیار و آثارات بیشمار۔

سید علی محمد ۱۲۶۳

روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیرو ہوتے ہیں

اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان کے قبول سے اُسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوٰی بھی نہ مانے تو الاقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا بلکہ انہیں اپنے دین کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر و مرتد ہے۔ شفا شریف ص۳۶۲ میں انہیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے:۔

ولهذا نكفر من لم يكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل او وقف فيهم او شك او صحح مذهبهم وان اظهر مع ذالك الاسلام واعتقده واعتقد ابطال كل مذهب سواه فهو كافر باظهاره ما اظهر من خلاف ذلك.

ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا انکی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا اُن کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اس کے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے۔

اُسی کے صفحہ ۲۴۱ اور فتاوٰی بزازیہ جلد ۳ ص۳۲۲ اور درر و غرر مطبع مصر جلد اول ص۳۰۰ اور فتاوٰی خیریہ جلد اول ص۹۴-۹۵ اور درمختار ص۳۱۹ اور مجمع الانہر جلد اول ص۶۱۸ میں ہے من شك فی كفره وعذابه فقد كفر جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بالیقین

خود کافر ہے۔

کُفرِ روافض کے بارے میں عُلماءِ کرام کی تصریحات

علماءِ کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبد اللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام و علامہ سید ابن عابد بن شامی عقود جلد اوّل ص۹۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے بارے میں کیا حکم ہے فرماتے ہیں: ھٰؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم فھو کافر مثلھم اھ مختصراً یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انہیں کی طرح کافر ہے۔

علامہ الوجود مفتی ابو السعود اپنے فتاوٰی پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سینہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ ص۹۳ میں فرماتے ہیں: اجمع علماء الاعصار علی اِن من شک فی کفرھم کان کافرا تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

تنبیہ جلیل مسلمانو! اصل مدارِ ایمان ضروریاتِ دین ہیں اور ضرورت یا اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی اُن کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر۔ مثلاً عالم بجمیع اجزا حادث ہونے کی تصریح کسی نصِ قطعی میں نہ ملے گی۔ غایت یہ کہ آسمان و زمین کا حدث وارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی

غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید[۳] علی خد المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوثِ جمیع ماسوی اللہ ضروریاتِ دین سے ہے کہ اُسے کسی ثبوتِ خاص کی حاجت نہیں

اعلام امام ابن حجر ص١٧ زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقییدہ بما اذا جحد مجمعاً علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص اھ یہی سبب ہے کہ ضروریاتِ دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو بحمد اللہ تعالٰی شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے باجماع مسلمین بلاکم وکاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں انکے ایمان اُن کے اعتقاد اُن کے اعمال کے لیے چھوڑی اسی کا ہر نقص و زیادت و تغیر و تحریف سے مصئون و محفوظ اور اسی کا وعدہ حقہ صادقہ انا لہ لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریاتِ دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو نقص و تحریف سے محفوظ نہیں ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی خواہر پوشیدہ عار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کتمان میں دبائے بیٹھی ہے۔ انا لہ لحافظون کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں سے عمل تو اسی محرف مبدل ناقص نامکمل پر کرائیں گے اور اس اصلی جعلی کو

ع   برائے نہادن چہ سنگ وچہ زر

کی کھو میں چھپائیں گے۔ گویا حافظون کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے۔ انہیں اس کی پرچھائیں نہ دکھائیں گے بعض ناپاکوں

نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علمِ الٰہی و لوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے حالانکہ علمِ الٰہی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی۔ توریت و انجیل درکنار، مہمل سے مہمل ردی سی ردی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دُنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہو علمِ الٰہی و لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے ایسی ناپاک تاویلات ضروریاتِ دین کے مطابق نہ مسموع ہوں نہ اُن سے کفر و ارتداد اصلاً مدفوع ہوں انکی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی، جبرئیل و ملائکہ کو قوتِ خیر۔ ابلیس و شیاطین کو قوتِ بدی حشر و نشر و جنّت و نار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا۔ قادیانی مُرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا۔ ایسی تاویلیں سُن لی جائیں تو اسلام و ایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں۔ بُت پرست لا الٰہ الا اللّٰہ کی تاویل کرلیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ ایسے مرتدان لیام مدعیانِ اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات و شفاء ہے۔ و باللّٰہ التوفیق والحمد للّٰہ والعلمین ؎

بالجُملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ مُردار ہے اُن کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللّٰہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہرِ الٰہی ہے۔ اگر مرد سُنّی ہو اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہو گا محض زنا ہو گا۔ اولاد ولد الزنا ہو گی باپ کا ترکہ نہ پائیگی

اگرچہ اولاد بھی سُنّی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں عورت نہ ترکہ کی مستحق ہو گی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔ سُنّی تو سُنّی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اُس کا اصلاً کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے۔ باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوشِ ہوش سُنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سُنّی بنیں۔ و باللّٰہ التوفیق واللّٰہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

عبدہٗ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سُنّی حنفی قادری

عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں

اذان میں روافض کے اضافی کلمات پر تحقیق

اَلْاَدِلَّۃُ الطَّاعِنَۃ
فِی
اَذَانِ الْمُلَاعِنَۃ

اس مقالہ میں امام اہل سنّت علیہ الرحمۃ نے اکابرِ شیعہ اور اکابرِ اہل سنت کی مُستند کُتب کے حوالہ جات سے ان کلمات، کی تحقیق پیش کی ہے جو اہل تشیُّع نے اذان میں بڑھائے ہیں

امام اہل سنّت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا قادری
(۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)

دارالرّضا لاھور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ

مسئلہ از انجمن محبِ اسلام مرسلہ مولوی صاحب صدرِ انجمن ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سُنّت وجماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہل تشیع نے اپنی اذان وغیرہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفۃ رسول اللہ بلافصل کہنا اختیار کیا ہے۔ پس اہلسنّت کو اس کلمہ کا سُننا بمنزلہ سُننے تبرّا کے ہے یا نہیں اور اس کے اِنسداد میں کوشش کرنا باعث اجر ہوگی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: الحمد للہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وخلفاء الاربعۃ الراشدین واٰلہٖ وصحبہٖ واھل سنّۃ اجمعین الحق یہ کلمۂ مغضوبہ مبغوضہ مذکورۂ سوال خالص تبرّا ہے اور اس کا سُننا سُنّی کے لیے بمنزلہ تبرّا سُننے کے نہیں بلکہ حقیقۃً تبرّا سُننا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین تبرّا کے معنے اظہارِ برأت وبیزاری جس پر یہ کلمہ خبیثہ نہ کنایۃً بلکہ صراحۃً دال ہے کہ اس میں بالتصریح خلافتِ راشدہ حضرات خلفۂ ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پُر نور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسند نشین نہ ہوئے کہ اُن کا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تختِ خلافت پر جُلوس فرمانا فرمان واحکام جاری کرنا نظم ونسق ممالکِ اسلامیہ وتمام اُمورِ مُلک ومال ورزم وبزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا، وہ تاریخی واقعہ مشہور متواتر اظہر من الشمس ہے جس سے دُنیا میں موافق مخالف یہاں تک کہ نصاریٰ ویہود ومجوس وہنود کسی کو انکار نہیں بلکہ ان محبانِ خدا

اور نوابانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روافض کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے اُن کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا جب بحکمِ الٰہی خلافتِ راشدہ اوّل ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی۔ روافض نے اُنہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا ٹھہرایا اور تقیہ شقیہ کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذاً باللہ سخت نامرد و بُزدل و تارکِ حق و مطیعِ باطل بتایا۔

ع دوستیِ بے خرداں دشمنی ست

لفظ بلافصل حقیقۃً انکارِ تبرا ہے

كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا تو لاجرم لفظِ بلافصل میں جو نفی ہے اُس سے نفی لیاقت و استحقاق مُراد۔ تو اس مجمل لفظ میں غصب و ظلم و انکارِ حق و اصرارِ باطل و مخالفتِ دین و اختیارِ دنیا وغیرہ وغیرہ۔ ہزاروں مُطاعن مَلعونہ جو قوم روافض اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے بکتی ہے، سب دفعتاً موجود ہیں اور لائے نفی سے اپنی برأت و بیزاری کا کُھلا اظہار پھر تبرا اور کس چیز کا نام ہے۔ میں اس واضح بات کے ایضاح کرنے یعنی آفتاب روشن کو چراغ دکھانے میں زیادہ تطویل محض بیکار سمجھ کر صرف اس الزامی نظیر پر قناعت کرتا ہوں اگر کوئی شخص کہے (قوم شیعہ میں بعد عبدالرزاق بن ہمام کے جس نے ۲۱۱ھ میں انتقال کیا بلافصل بہاء الدین املی ہونے سے محفوظ اور بظاہر نام اسلام سے محفوظ ہے) تو کیا اُس نے ان دونوں کے بیچ میں جتنے شیعی گزرے مثل طوسی و حلی و کلینی و ابن بابویہ وغیرہم سب کو کافر ملعون نہ کہا۔ نہیں نہیں یقیناً اُس کے کلام کا صاف صاف یہی مطلب ہے جس کے سبب ہم اہلِ حق بھی

اس لفظ پر انکار کریں گے اور اُسے ناپسند رکھیں گے کہ ہمارے نزدیک بھی ان سب پر علی الاطلاق حکم کفر و لعنت جائز نہیں۔

انصاف کیجئے کیا اگر یہ بات علانیہ برسرِ بازار اور ہر روز پکاری جائے تو شیعہ کو کچھ ناگوار نہ ہوگا یا وہ اسے صریح اپنی توہین و تذلیل نہ سمجھیں گے حالانکہ اس بیچ میں جتنے شیعہ گذرے کسی کی مدح و عقیدت شیعہ کے اصولِ مذہب میں داخل نہیں نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا اقوال ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ان لوگوں کی نیکی و خوبی پر دال۔

پھر حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کی ثناء مدحت و ادب و عقیدت ہم اہلِ سُنّت کے اُصولِ مذہب میں داخل اور ہمارے نزدیک ہزاروں آیات و احادیث حضرت رسالت و اقوال ائمہ اہلبیت صلوات اللہ علیہ و علیہم سے ان کی لاکھوں خوبیاں تعریفیں مالا مال۔ اُن کی نسبت ایسا کلمہ مغضوبہ اذان میں پکارا جانا کیونکر ہماری توہین مذہبی نہ ہوگا یا ہمارے دلوں کو نہ دکھائے گا۔ غرض یہ تو وہ روشن و بدیہی بات ہے جس کے ایضاح کو جو کچھ کہیے اس سے واضح تر نہ ہوگا۔

روافض کے پیشواؤں نے کہا کہ اذان میں خلیفہ رسول اللہ بلافصل وغیرہ زیادت کی موجد ایک ملعون قوم ہے

مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافضِ حال نے سُنّیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں
(۱) اُن کی حدیث و فقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت معدود کلمات

کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔

(۲) اُن کے نزدیک بھی اُس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔

(۳) اُن کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجد ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں میں ان تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر کتابوں سے دوں گا اور ان کی عبارتیں مع صاف ترجمہ کے نقل کروں گا وباللہ التوفیق ولہ الحمد علی اراءۃ سواء الطریق۔

امر اوّل

اذان ایک محدود عبارت، محدود کلمات کا نام ہے

سند امر اوّل: شرائع الاسلام شیخ علی مطبوعہ کلکتہ مطبع گلدستہ نشاط سنہ ۱۲۵۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر ہے:

الاذان علی الاشھر ثمانیۃ عشر فصلا التکبیر اربع والشھادۃ بالتوحید ثم بالرسالۃ ثم یقول حی علی الصلاۃ ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعدہ ثم التھلیل کل فصل مرتان۔

ترجمہ: اذان مشہور تر قول پر اٹھارہ کلمے ہیں تکبیر چار بار اور گواہی توحید کی پھر رسالت کی پھر حی علی الصلاۃ پھر حی علی الفلاح پھر حی علی خیر العمل اور اس کے بعد اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دوبارہ۔ حضید حی جو شہید ثانی کہا جاتا ہے اُس کی شرح مدارک میں لکھتا ہے:

ھذا مذھب الاصحاب لا اعلم فیہ مخالفا والمستند فیہ ما رواہ ابن بابویہ والشیخ عن ابی بکر الحضرمی

وکلیب الاسدی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکی لھما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ والاقامۃ کذلک وعن اسمٰعیل الجعفی قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول الاذان والاقامۃ خمسۃ وثلثون حرفا فعد ذلک بیدہ واحدا واحدا الاذان ثمانیۃ عشر حرفا والاقامۃ سبعۃ عشر حرفا۔ واشار المصنف بقولہ علی الاشھر الی ما رواہ الشیخ بسندہ الی الحسین بن سعید عن النضر سوید عن عبد اللہ بن سنان قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الاذان فقال تقول اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ وروی زرارۃ والفضیل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام نحو ذلک وحکی الشیخ فی ف عن بعض الاصحاب تربیع التکبیر فی اٰخر الاذان وھو شاذ مردود بما تلوناہ من الاخبار اھ ملخصاً۔

ترجمہ: اذان کے وہی اٹھارہ کلمے ہونا مذہب تمام امامیہ کا ہے جس میں میرے نزدیک کسی نے خلاف نہ کیا اور اس کی سند وہ حدیث ہے جو ابن بابویہ و شیخ نے ابوبکر حضرمی و کلب اسدی سے روایت کی

کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے اُن کے سامنے اذان یوں بیان فرمائی اللہ اکبر (۴) اشہدان لا الہ الا اللہ (۲) اشہدان محمد رسول اللہ (۲) حی علی الصلاۃ (۲) حی علی الفلاح (۲) حی علی خیر العمل (۲) اللہ اکبر (۲) لا الہ الا اللہ (۲) اور فرمایا اسی طرح تکبیر ہے۔

اور اسمٰعیل جعفی سے روایت ہے میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے سُنا کہ اذان و تکبیر کا مجموعہ پینتیس ۳۵ کلمے ہے پھر حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک کر کے گنے اذان اٹھارہ ۱۸ کلمے اور تکبیر سترہ ۱۷ اور وہ جو مصنف (یعنی حلی نے شرائع الاسلام میں) کہا کہ مشہور تر قول پر اذان کے اٹھارہ ۱۸ کلمے ہیں وہ اس سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شیخ نے بسند خود حسین بن سعید اُس نے نضر بن سوید اُس نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اذان کو پوچھا فرمایا یوں کہہ اللہ اکبر ۲ اشہدان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہدان محمد رسول اللہ ۲ حی علی الصلاۃ ۲ حی علی الفلاح ۲ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا الہ الا اللہ ۲ (یعنی اس حدیث میں شروع اذان صرف دو تکبیر سے ہے تو اذان کے سولہ ۱۶ ہی کلمے رہیں گے) اور زرارہ و فضیل نے بھی امام ممدوح سے یونہی روایت کی اور شیخ نے بعض امامیہ سے آخر اذان میں چار تکبیریں نقل کیں اور وہ شاذ مردود ہے بسبب ان حدیثوں کے جو ہم نے ذکر کیں۔

شہید شیعہ ابو عبداللہ بن مکی لمعہ و مشقیہ میں لکھتا ہے:

یکبر اربعا فی اول الاذان ثم التشہدان ثم حیعلات الثلث ثم التکبیر ثم التہلیل مثنی فہذہ ثمانیۃ عشر فصلا۔ فہذہ جملۃ الفصول المنقولہ شرعا ولا یجوز اعتقاد شرعیۃ غیر ہذہ الفصول فی الاذان والاقامۃ کالتشہد بالولایۃ لعلی اھ ملخصًا۔

اول اذان میں چار بار اللہ اکبر کہے پھر دونوں شہادتیں پھر تینوں حی علی پھر اللہ اکبر پھر لا الہ الا اللہ ہر کلمہ دو بار یہ اٹھارہ کلمے ہیں اور کل یہی ہیں جو شرع میں منقول ہوئے ان کے سوا اذان و اقامت میں اور کسی کو مشروع جاننا جائز نہیں جیسے اشہدان علیا ولی اللہ۔

امر دوم
اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا گناہ ہے

سندِ امر دوم اُسی مدارک میں ہے:

الاذان سنۃ متلقاۃ من الشارع کسائر العبادات فیکون الزیادۃ فیہ تشریعا محرما کما یحرم زیادۃ ان محمدا و آلہ خیر البریۃ فان ذلک وان کان من احکام الایمان الا انہ لیس من فصول الاذان۔

(اذان ایک سنّت ہے جسے شارع (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تعلیم فرمایا مثل اور عبادتوں کے تو اس میں کوئی لفظ بڑھانا اپنی طرف سے نئی شریعت ایجاد کرنا ہے اور یہ حرام ہے جیسے ان محمدا و آلہ خیر البریہ کا بڑھانا حرام ہوا کہ یہ اگرچہ احکام ایمان سے ہے مگر اذان کے کلمات سے نہیں۔

اسی میں ہے: الاذان عبادۃ متلقاۃ من صاحب الشرع

فيقتصر فی كيفيتها علی المنقول والروايات المنقولة عن اهل البيت عليهم السلام خالية عن هذا اللفظ فيكون الايتان به تشريعا محرما۔

ترجمہ: اذان ایک عبادت ہے کہ صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سیکھی گئی تو اس کی کیفیت میں اُسی قدر اقتصار کیا جائے جسقدر شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے منقول ہے اور حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام سے جو روایتیں منقول ہوئیں وہ اس لفظ سے خالی ہیں تو اس کا بڑھانا نئی شریعت تراشنا ہوگا کہ حرام ہے۔

امر سوم

اذان منقول میں زیادتی کی موجد ایک ملعون قوم ہے

سند امر سوم شیخ صدوق شیعہ ابن بابویہ قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر مجتہدین و ارکان مذہب سے ہے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے باب الاذان والاقامۃ للموذنین میں لکھتا ہے:

روی ابوبکر الحضرمی وكليب الاسدی عن ابی عبد الله عليه السلام انه حكی لهما الاذان فقال الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد رسول الله اشهد ان محمد رسول الله حی علی الصلاة حی علی الصلاة حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خير العمل حی علی خير العمل الله اكبر الله اكبر

لا اله الا الله لا اله الا الله وقال مصنف هذا الكتاب هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخبارا وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خير البرية مرتين وفی بعض رواياتهم بعد اشهد ان محمد رسول الله اشهد ان عليا ولی الله مرتين ومنهم من روی بدل ذالك واشهد ان عليا امير المومنين حقا مرتين ولا شك فی ان عليا ولی الله وانه امير المومنين حقا وان محمد اوآله صلوات الله عليهم خير البريه ولكن ليس ذلك فی اصل الاذان وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض المدلسون انفسهم فی جملتنا۔

ترجمہ: ابوبکر حضرمی و کلیب اسدی حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے راوی کہ اُس جناب نے ان کے سامنے اذان یوں کہہ کر سنائی۔ اللہ اکبر ۴۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۲۔ اشہد ان محمد ارسول اللہ ۲۔ حی علی الصلاۃ ۲۔ حی علی الفلاح ۲۔ حی علی خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا الہ الا اللہ ۲۔ مصنف اس کتاب کا کہتا ہے یہی اذان صحیح ہے نہ اس میں کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے اور فرقہ مفوضہ نے کہ اللہ اُن پر لعنت کرے کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے دل سے گھڑیں اور اذان میں محمد و آل محمد خیر البریہ بڑھایا اور انہیں کی بعض روایات میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان علیا امیر المومنین حقا دو بار روایت کیا اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں

اور بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل علیہم السلام تمام جہان سے بہتر ہیں مگر یہ کلمے اصل اذان میں نہیں اور میں نے یہ اس لیے ذکر کر دیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان لیے جائیں جو مذہب تفویض سے متہم ہیں اور براہ فریب اپنے آپ کو ہمارے گروہ (یعنی فرقہ امامیہ) میں داخل کرتے ہیں دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شرع میں وہی اٹھارہ کلمے ہیں اور ان پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا ہے لعنہم اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے۔

تنبیہ لطیف: جس طرح بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے یہ اُمور پیشوایانِ شیعہ کی تصریحات سے لکھے۔ یونہی مناسب ہے کہ اس کلمۂ خبیثہ کا تبرّا ہونا بھی انہیں کے معتمدین سے ثابت کر دیا جائے۔ صدرِ کلام میں جس واضح تقریر سے ہم نے اُس کا تبرّا ہونا ظاہر کیا اُس سب سے قطع نظر کیجئے تو ایک امام شیعہ کی شہادت لیجئے کہ اُس کی تقریر سے اس ناپاک کلمے کا سب صریح و دُشنام قبیح ہونا ثابت اِن کا علامہ کتاب المختلف میں لکھتا ہے: المفاخرة انما تتم بذکر فضائل له وسلبها عن خصمه اوسلب رذائل عنه واثباتها لخصمه وهذا هو معنی السباب۔ دو شخصوں کا آپس میں تفاخر کرنا (کہ ہر ایک اپنے آپ کو دوسرے پر کسی فضل و کمال میں ترجیح دے) باہم دُشنام دہی سے خالی نہیں ہوتا کہ مُفاخرت یونہی تمام ہوتی ہے کہ یہ شخص کچھ خوبیاں اپنے لیے ثابت کرے اور اپنے مقابل کو اُن سے خالی کہے یا بعض برائیوں سے اپنی تبرّی اور اپنے مقابل کے لیے انہیں ثابت کرے اور یہی معنے دُشنام دہی کے ہیں نقله بعض محشی الروضة البهية

شرح اللمعة الدمشقیه علی هامشها من کتاب الحج فی تفسیر السباب ص۱۶۱۔

اب کہیے کہ خلافتِ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضیلت ہے یا نہیں۔ ضرور کہیے گا کہ اعلیٰ فضائل سے ہے اب کہیے "خلیفہ رسول اللہ" کہہ کر آپ نے اُسے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لیے ثابت اور "بلا فصل" کہہ کر حضرات خلفائے ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے سلب[1] کیا، یا نہیں۔ اقرار کے سوا کیا چارہ ہے اور جب یوں ہے اور آپ کا علامہ گواہی دیتا ہے کہ شرح میں دشنام[2] اسی کا نام تو کیا محل انکار رہا کہ یہ مبغوض[3] کلمہ معاذ اللہ علی الاعلان ہمارے پیشوایانِ دین کو صاف صاف دشنام دیتا ہے۔ پھر تبرّا نہ بتانا عجب سینہ زوری ہے۔

ہاں اب دادِ انصاف طلب ہے

اگر بالفرض یہ کلمۂ ملعونہ ان کی اذان مذہبی میں داخل ہوتا اور ان کے یہاں روایات میں آتا تو کہہ سکتے کہ صرف اہلسنّت کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمۂ مذکورہ خود اُن کے مذہب میں بھی نہیں نہ صاحبِ شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس کی روایت نہ حضرات ائمہ اطہار سے اس کی اجازت نہ اُن کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترکیب

---

[1] سلب کیا: لے جانا۔ نیست کرنا۔ اُچک لے جانا۔
[2] دُشنام: گالی گلوچ۔
[3] مبغوض کلمہ: سبّ وشتم۔

اور کیفیت بلکہ خود انہیں کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ اور یہ زیادتیاں اُس فرقۂ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں جو باتفاق اہلسنّت و شیعہ کافر ہیں تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہرگز کسی رسم مذہبی کی ادا پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ یقیناً سوا اس کے اہلسنّت کو آزار دینا اور اُن کا دل دکھانا اور اُن کی توہین مذہبی کرنا مدِّنظر ہے اور کوئی غرض مقصود نہیں۔

سبحان اللّٰہ طرفہ بے باکی ہے اگر یہ ناپاک لفظ اُن کی اذان مذہبی میں ہوتا بھی تاہم کوئی فریق اپنی اُس رسم مذہبی کا اعلان نہیں کر سکتا جس میں دوسرے فریق کی توہین مذہبی یا اُس کے پیشوایانِ دین کی اہانت ہو نہ کہ یہ ناپاک رسم کہ خود شیعہ کے بھی خلافِ مذہب ملعون کافروں سے سیکھ کر یوں اعلان کریں اور ہمارے پیشوایانِ دین کی جناب میں ایسے الفاظ کہہ کر جو بتصریح انہیں کے عمائد کے صریح دُشنام ہیں۔ ہمارا دل دُکھائیں کیا اب ہند میں روافض کی سلطنت ہے یا گورنمنٹ ہند شیعہ ہوگئی یا اس نے ہماری توہین مذہبی کی پروانگی دیدی یا شیعی صاحبوں نے کوئی خفیہ طاقت پیدا کرلی جس کے باعث ارتکابِ جرم میں دہشت نہ رہی۔

فالی اللّٰہ المشتکی وعلیہ البلاغ وھو المستعان ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ؕ وصلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد للّٰہ رب العٰلمین ؕ

رسالہ تعزیہ داری

اَعَالِی الْاِفَادَۃِ فِی تَعْزِیَۃِ الْھِنْدِ وَبَیَانِ الشَّھَادَۃِ

اِس رسالہ میں امامِ اہلِ سُنّت مولانا احمد رضا قادری نے تعزیہ داری، شہادت نامہ، محرم کی سبیل، مرثیہ خوانی، مجالسِ محرم میں شرکت اور تعزیہ داری برائے حاجت برآری جیسے معمولاتِ محرم کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کا حکم بیان فرمایا ہے۔

امامِ اہلِ سُنّت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا قادری

دارُالرّضا لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان احسن تعزیۃ لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات علی اعلام الدین ان الحمد للّٰہ رب العلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید الشھداء بالحق یوم القیام وعلی الہٖ وصحبہ الغر الکرام امین۔

سُوال اوّل ۲۴ صفر ۱۳۰۸ھ تعزیہ داری کی شرعی حیثیت

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے بیّنوا توجروا۔

الجواب: تعزیہ کی اس قدر تھی کہ روضۂ پُر نور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہیدِ ظلم وجفا صلوات اللّٰہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیّتِ تبرّک مکان میں رکھنا۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنا کر رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ مُعظّمانِ دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں اُن کی تِمثال بہ نیّت تبرّک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور اُن کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اِشتباہ ہو امامِ علامہ تلمسانی کی فتح المُتعل وغیرہ مطالعہ کرے مگر جُہّال بے خبر نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعتِ مطہرہ سے الاَمان الاَمان کی صدائیں آئیں۔

موجودہ تعزیہ میں قباحتیں

اوّل تو نفسِ تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت۔

پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق۔

پھر کوچہ بکوچہ دشت بدشت اشاعتِ غم کے لیے اُن کا گشت اور اُن کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی،

کوئی اُن تصویروں کو جُھک جھک کر سلام کر رہا ہے،

کوئی مشغولِ طواف،

کوئی سجدہ میں گرا ہے،

کوئی اُن مایۂ بدعات کو معاذ اللّٰہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے۔

پھر باقی تماشے باجے تاشے۔

مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طُرّہ ہیں۔

غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔

بقیہ صفحہ سابقہ

۱؎ ہمارا رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ دیکھئے صلی اللّٰہ تعالیٰ علی الحبیب وآلہٖ وبارک وسلم ۱۲ منہ ۲؎ جُہّال بیخرد نے۔ بے عقل جاہلوں نے

پھر و بال اِبتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاؤ تفاخُر علانیہ ہوتا ہے۔

پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔

پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اَضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لُٹا رہے ہیں۔

اب بہارِ عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے۔

طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم۔

بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم۔

شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن۔

یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرت شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اُتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعتِ مال کے جرم و وبال جدا گانا رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بُری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین۔ اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔

ہاں اگر اہلِ اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصالِ ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور اگر نظرِ شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی حاجت تھی تو اُسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعتِ غم و تصنّع الم و نوحہ زنی و ماتم کُنی و دیگر اُمورِ شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر

میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہلِ بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے اِبتلاء بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا ہے:

اتقوا مواضع التھم اور وارد ہوا من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقف التھم۔

تہمت کے مقامات سے بچو۔ ۱۲ (مترجم)
جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسی جگہوں پر ہرگز کھڑا نہ ہو جہاں تہمت کا اندیشہ ہو (مترجم)

لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اُسے بقصدِ تبرک بے آمیزش منہیات[1] اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پُر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

---

[1] مُنہیات: شرع میں منع شدہ کام۔

سُوال دوم: مجالس میلاد میں شہادت نامہ پڑھنا

ازامروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خوان ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ
کیاارشاد ہے علماءدین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں. بینواتوجروا.

الجواب: شہادت نامے نثر یا نظم جوآج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملُو[1] اور اکاذیب[2] موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سُننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام وناجائز ہے خصوصاً جب کہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن[3] ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجُوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے.

علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:

قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایتہ الخ پھر فرمایا ذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب

---

[1] مملُو: بھرا ہوا۔ لبریز [2] اکاذیب موضوعہ
[3] متضمن: مشتمل۔ شامل۔ داخل۔

اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ والجھلۃ فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور بعد کے واقعات کا ذکر کرنا حرام ہونا، اس بات کے منافی نہیں ہے جو ہم نے اس کتاب میں ذکر کی ہے کیونکہ یہ حق کا بیان ہے جس کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت وجلالت شان اور انکا ہر قسم کے نقص سے پاک ہونا بخلاف اسکے کہ جو واعظین اور جہال کرتے ہیں کہ وہ من گھڑت اور جھوٹی وخود ساختہ روایات ذکر کرتے ہیں اور روایات کا صحیح محمل ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی وہ حق کو ظاہر کرتے ہیں جس کا عقیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ۱۲ (جلالی)

یوں ہیں جبکہ اُس سے مقصود غم پروری وتصنّع وحُزن ہو تو یہ نیّت بھی شرعاً نامحمود۔ شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دُور کرنیکا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنّع وزور بنانا نہ کہ اُسے باعثِ قربت وثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں جن سے سُنّی کو احتراز لازم.

حاشاللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاوّل شریف ہے پھر علمائے اُمّت وحامیانِ سنّت نے اُسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادتِ اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں: ایاہ ثم ایاہ ان

يشغله (اى يوم عاشوراء) ببدع الرافضة ونحوهم من الندب والنياحة والحزن اذليس ذلك من اخلاق المومنين والا كان يوم وفاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اولى بذلك واحرى الخ

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایاتِ صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جوان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکرِ شہادت شریف پڑھنے سے اُن کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلّف رُولانا اور اُس رونے رُلانے سے رنگ جانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔

ہاں اگر خاص بہ نیت ذکرِ شریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم اُن کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایاتِ صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں اُن کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات[1] اُن کے اطوار اُن کی عادات اس نیتِ خیر سے یکسر جُدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا ان محبوبانِ خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیم، اللہ عزّوجل نے انہیں عطا فرمائے انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظِ رقّت خیز ولوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا، انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے۔

غرض عوام کے لیے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں

---

[1] ہیہات: ظاہر صورتیں۔

اذکار غم وماتم اُس کے مناسب نہیں فقیر اس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لیے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لیے خیر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہٗ الشریف کی تصریح نظرِ فقیر سے گذری انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمد للہ رب العلمین آخرِ کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلا نكدره باسم الوفاة فانه يشبه تجديد المأتم وقد نصوا على كراهته كل عام فى سيدنا الحسين مع انه ليس له اصل فى امهات البلاد الاسلامية وقد تحاشوا عن اسمه فى اعراس الاولياء فكيف به فى سيد الاصفياء صلى الله عليه وسلم

یعنی ماہِ مبارک ربیع الاوّل خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمۂ انوارِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اُس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اُسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعًا مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں۔ اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حُضُور پُرنور سیدالاصفیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔

فالحمد لله على ما الهم والله سبحنه وتعالىٰ اعلم۔

سُوال سوم: شہادت نامہ اور تعزیہ داری میں فرق

از ریاست رام پور محلہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور اُس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب: ذکرِ شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ[1] اُس کی تفصیل جمیل فتاویٰ فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔

تمہید فاقول وباللہ التوفیق شے کے لیے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آنہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے تو ہر دوا الخلائے[2] وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جا سکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کا حکم اُن بعض احکام شے مع بعض الاعتبار سے جُدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں اُن کے حکم سے جُدا

---

[1] صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ ۱۲ (جلالی) [2] الخلائے وجود:

کوئی حکم حقیقت کے لیے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکانِ حقیقت کہ سنخ ماہیت[1] میں داخل ہوں اُن سے قطع نظر ناممکن ـــ پھر ماہیت عرفیہ میں رُکنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزاء سے سنخ ماہیت تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے اب اگر کوئی ان ارکان سے جُدا بلکہ تبدیل ہیہات ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اُس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہو گی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل جب یہ مقدمہ ممہد[2] ہو لیا فرق احکام ظاہر ہو گیا ـــ شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شانِ صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود۔

لہٰذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اُسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلسِ شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حدِ ذات میں اپنے حکمِ اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفسِ ذاتِ نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ اِن عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں پر ان عوارض کا لحوق بعینہٖ ایسا ہے

---

[1] سلخ ماہیت:　[2] ممہد:

جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلسِ میلادِ مبارک میں روایات موضوعہ وقصص بے سروپا بلکہ کلماتِ توہینِ ملائکہ وانبیاء علیہم الصلاۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے اس سے حقیقت بتبدل نہ ہوئی نہ عوارض نے دائرۂ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالسِ میلادِ شریف ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو اُن مجالس سے حقیقت جداگانہ رکھتی ہے۔

بخلاف تعزیہ داری کہ اُس کا آغاز اگرچہ یونہی سُنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثناء کو مخل امورِ سلطنت دیکھا بنظرِ شوق وتبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً وعدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضۂ انور مدینہ منورہ وکعبۂ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اُسے تعزیہ کہیں گے نہ اُس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے۔

اور یہ ہر سال نئی نئی تراش وخراش کی کھپچی پنیاں کسی میں بُراق کسی میں پریاں جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف اُنہیں ضرور تعزیہ اور اُن کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں ولہذا فقیر نے اپنے فتاویٰ میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جُہّال بیخرد

نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے الخ۔ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے یہ اُسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح ومحمود ہے اور شنائع[1] زوائد وعوارض[2] اگر اُن سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اُس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا اور نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اُس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہٖ ناجائز وحرام ہے۔

آغاز بُت پرستی

اس کی نظیر اُمم[3] سابقہ میں آغازِ اَصنام ہے وُدّ وسواع ویغوث ویعوق ونسر صالحین تھے اُن کے انتقال پر اُن کی یاد کے لیے اُن کی صُورتیں تراشیں بعد مرورِ زماں پچھلی نسلوں نے اُنہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی اُنہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد وعوارض خارجہ تھے ولہذا شرائع الٰہیہ مطلقاً اُن کے ردّ وانکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم

---

[1] شنائع: شنیع کی جمع مطلب بُرے کام

[2] عوارض:

[3] امم مبالغہ: گذشتہ اُمتوں۔

التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلك اولئك ونسخ العلم عبدت فالھی عبیداللہ بن عبید بن عمیر سے راوی قال اوّل ما حدثت الاصنام علی عھد نوح وکانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منھم فجزع علیہ ابنہ فجعل لا یصبر عنہ فاتخذ مثالا علی صورتہ فکلما اشاق الیہ نضرہ ثم مات ففعل بہ کما فعل ثم تتابعوا علی ذلك فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ ھذہ اباؤنا الا انھا کانت آلھتھم فعبدوھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی: آود، سواع، یغوث، یصوق، نسر یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ جب یہ لوگ فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کی قوم کو یہ بات القا کی کہ ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر بُت نصب کردو اور اُن کا نام ان لوگوں والا ہے رکھو۔ تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اُس وقت تو ان کی عبادت نہ کی گئی مگر جب یہ لوگ ہلاک ہوگئے اور علم جاتا رہا تو ان کی پُوجا شروع ہوگئی۔ ۱۲ (جلالی)

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت فاحش میں پڑ جاتے ہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

سُوال چہارم: دسویں محرم کو سبیل لگانا وغیرہ

مسئلہ از دھام پور ضلع بجنور مُرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علمائ ممانعت کرتے ہیں ونیز کتبِ شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمایئے اور مجلس محرم میں ذکرِ شہادت اور مرثیہ سُننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصًا لوجہِ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبۂ آئمۂ اطہار مقصود ہو بلاشبہہ بہتر و مستحب وکارِ ثواب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اذا کثرت ذنوبك فاسق	جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں
الماء تتناثر الذنوب کما	تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے
یتناثر الورق من الشجر	جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے۔

فی الریح العاصف (رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مَندُوب وباعثِ اجر ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

ان اللہ عزوجل یباھی	اللہ تعالےٰ اپنے ان بندوں سے
ملئکۃ بالذین یطعمون	جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں
الطعام من عبیدہ	فرشتوں کے ساتھ مباہات

فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں۔ (رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا)

مگر لنگر لٹانا جیسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں کچھ پاؤں کے نیچے ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزقِ الٰہی کی بے تعظیمی ہے بہت علماء نے تو روپوؤں پیسوں کا لٹانا جس طرح دُلہن دُلہا کی نچھاور میں معمول ہے، منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنایا ہے تو اُسے پھینکنا نہ چاہیے روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔

بزازیہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الھدایۃ والمیراث میں ہے: ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل لا باس به وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقوله صلی اللہ علیه وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالٰی فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالٰی فضیت حاجته[1]۔

کتبِ شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایاتِ موضوعہ و روایاتِ باطلہ پر مشتمل ہیں یونہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سُننا سب گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے۔ نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن المراثی۔

---

[1] دراہم نچھاور کرنا مباح (جائز) ہے۔ ایک قول ہے کہ ناجائز ہے دوسرے قول کے مطابق کوئی حرج نہیں یہی حال دیناروں اور پیسوں کا ہے مکروہ قرار دینے والے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ دراہم و دنانیر اللہ تعالٰی کی مہروں میں سے مہریں ہیں جو شخص اللہ تعالٰی کی مہر لے کر جائیگا اُس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ ۱۲ (جلالی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا (رواہ ابوداؤد والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ)

ایسے ہی ذکرِ شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علماء کرام منع فرماتے ہیں۔ کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا مَلک یا اہلبیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو نہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بلاشُبہہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے۔ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں ماذکر من حرمة روایة قتل الحسین وما بعدہ لاینا فی ماذکرته فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالة الصحابة وبراءتھم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ والجھلة فانھم یأتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ[1] واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

---

[1] حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور بعد کے واقعات کا ذکر کرنا حرام ہونا، اس بات کے منافی نہیں ہے جو ہم نے اِس کتاب میں ذکر کی ہے کیونکہ یہ حق کا بیان ہے جس کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ بعض صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی عظمت و جلالتِ شان اور ان کا ہر قسم کے نقص سے پاک ہونا بخلاف اسکے کہ جو واعظین اور جُہال کرتے ہیں کہ وہ من گھڑت اور جھوٹی و خودساختہ روایات ذکر کرتے ہیں اور روایات کا صحیح محمل ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی وہ حق کو ظاہر کرتے ہیں جس کا عقیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ۱۲ (جلالی)

سوال پنجم: مجلسِ ذکرِ اہلِ بیت میں شرکت

از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاکخانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ۔

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیے صوفیۂ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سُنّی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اُس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایاتِ صحیحہ معتبرہ سے اُن کے فضائل و مناقب و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدیدِ غم وغیرہ اُمورِ مخالفۂ شرع سے یکسر پاک ہو، فی نفسہٖ حَسَن و محمود ہے۔ خواہ اُس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مُسَدّس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سیّد الشہداء ہے عرفِ حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب وہ یہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت سے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم۔

سُوال ششم از نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ تعزیہ کے متعلق ۹ سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین ان صورتوں میں

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بُت ہے بہ سبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو بُراق اور حور جنّت میں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب: (۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہیے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا نہ کھانا چاہیے اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیّت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیّت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیے اور وہ نیّت کا تفرقہ اُس

کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا۔

مُفسِدہ اُس میں یہ ہے کہ اُس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے مُتّہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہٰذا اُس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیے واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا لوگ بہ نیت تصدق لے جاتے ہیں اُسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اُس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اُس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے۔ باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرۂ محرم میں بہ نیّت ایصالِ ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسّم تصویر کو بُت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بُت سے مراد معبودِ مطلق ہو تو یہ سب زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا محض یہ افتراء ہے کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اُس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجالانے کے لیے تمام حقوقِ عباد سے جُدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے

اُس کی طرف تقریب کے واسطے خاص مِلکِ الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم قال اللہ تعالیٰ و من یعظم شعائر اللّٰه فانها من تقوی القلوب اس مجموعۂ بدعات کو اس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ۔

(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اُس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہلِ شرع سے دریافت کرے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون[۱]۔

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت بُرا کہا اور شرع پر افتراء کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا۔

(۹) اس کا قول حد سے گذرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا اُن وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاوٰے عالمگیریہ میں ہے اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بُت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لیے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[۱] پس اہلِ علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

سوال ہفتم: مجلس مرثیہ خوانی میں شرکت؟

مسئلہ از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ مجلس مرثیہ خوانی اہلِ شیعہ میں اہلسنت وجماعت کو شریک وشامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حرام ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سُننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سُنا گیا ہے کہ سُنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اُس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتیں کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایاتِ موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سُنیں گے اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ہشتم: حاجت برآری کے لیے تعزیہ بنانا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعتِ حسنہ اس کو داخلِ حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانِنا متعلق تعزیہ داری کے واَلَم داری کے ہیں مُوافقِ مذہب اہلسنّت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان اُمور کے اِرتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں درصورتیکہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنّت وجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعتِ سیئہ وممنوع وناجائز ہیں۔ انُہیں داخل ثواب جاننا اور موافقِ شریعت مذہب اہلسنّت ماننا اس سے سخت تر وخطائے عقیدہ وجَہلِ اشد ہے۔ شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مُفوَّض ہے باایں ہمہ وہ شرک وکفر ہرگز نہیں نہ اس بنا پر عورت نکاح سے باہر ہو عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بانیّت توسّل ہے جو اس کا جہل ہے کہ اُمورِ ممنوعہ لائق توسّل نہیں ہوتے۔ باقی حاجت روا بالذّات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ تعالٰی شرک ہو یہ وہابیہ کا جَہل وضَلال ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ فقط

۴۴۔ جمل مطبع مصر جلد ۱ صفحہ ۵۶۱
۴۵۔ سورۃ حٰمٓ السجدۃ
۴۶۔ تفسیر معالم التنزیل شریف مطبع بمبئی جلد ۴ صفحہ ۳۵
۴۷۔ کشف الاسرار (امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی) مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۳ صفحہ ۸۸، ۸۹
۴۸۔ کتاب اصول الفقہ از امام شمس الائمہ
۴۹۔ شفا شریف صفحہ ۳۶۲ از امام قاضی عیاض مطبع صدیقی صفحہ ۳۶۴
۵۰۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ صفحہ ۶۱۷
۵۱۔ ارشاد الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۵
۵۲۔ رسالہ تکملۂ ردِّ روافض (۵۳) رسالۂ اظہار الحق مطبوعہ مطبع صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء (۵۴) عقود (از علامہ نوح آفندی وشیخ الاسلام عبداللہ آفندی وعلامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام وعلامہ سید ابن عابدین شامی) جلد اوّل صفحہ ۹۲ (۵۵) شرح فرائد سینہ از علامہ کواکبی (۵۶) تنقیح الحامدیہ از علامہ محمد امین الدین شامی صفحہ ۹۳
۵۷۔ اعلام امام ابن حجر ص ۱۷ (۵۸) فتح المتعال۔ امام تلمسانی
۵۹۔ سر الشہادتین، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی

کُتبِ شیعہ

۶۰۔ شرائع الاسلام شیخ حلی مطبوعہ کلکتہ مطبع گلدستہ نشاط ۱۲۵۵ھ ص ۳۴
۶۱۔ شرح مدارک (شرح شرائع الاسلام) حضیدحی شہید ثانی
۶۲۔ اللمعۃ الدمشقیہ۔ ابو عبداللہ بن مکی
۶۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ (باب الاذان والاقامۃ للموذنین) ابن بابویہ قمی
۶۴۔ کتاب المختلف

[1] حافظ عبدالرحمن مدنی: ہفت روزہ اہل حدیث لاہور (شمارہ ۳ر اگست ۱۹۸۴ء) ص۷

رَدُّ الرَّفَضَہ

اس رسالہ میں امام اہل سُنّت نے اجماع امت کے فیصلوں کی روشنی میں شیعوں کے عقائد و نظریات کا علمی و تحقیقی محاسبہ فرمایا ہے

امام اہل سُنّت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا قادری

(۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)